۷۸۶

مکالمۃ الصدرین

یعنی

وہ تاریخی معرکۃ الآرا معرکہ جو حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی

صدر آل انڈیا جمعیۃ العلمائے اسلام

اور

حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب صدر جمعیۃ العلمائے ہند و دیگر

اکابر جمعیۃ العلمائے ہند

کے درمیان یکم محرم ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کو بمقام دیوبند ہوا۔

مرتبہ

طاہر احمد قاسمی کان اللہ لہ رکن مجلس عاملہ آل انڈیا جمعیۃ العلمائے اسلام

پیش لفظ

۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء

وہ معرکۃ الآراء مکالمہ جو اس وقت ناظرین کے ہاتھوں میں ہے فی الحقیقت تمام مسلمانوں کے لئے ایک شمع ہدایت ہے۔ جس سے بآسانی وہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کا استقلال کس راستہ پہ چلنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی جو اس وقت ہندوستان کے یگانہ روزگار علماء میں سے ہیں اور جو جماعت دیوبند کے مسلم اکابر میں سے ہیں۔ ان کا تبحر علمی محتاج تشریح نہیں۔ تبحر علمی کیساتھ انکی سیاسی معلومات ہونے پر بہت ہی حیرت ہوا کہ ہے حضرت علامہ عثمانی اور وفد جمعیۃ العلمائے ہند کے درمیان گفت و شنید کو احقر نے قلمبند کیا اور جہاں وضاحت کی ضرورت تھی وہاں قوسین میں عبارت کا اضافہ کر دیا تاکہ مکالمہ کی اصل عبارت میں امتیاز رہے۔ احقر نے مزید احتیاط یہ کی کہ حضرت علامہ عثمانی کو یہ تمام مکالمہ قلمبند کرکے حرفاً حرفاً دکھلا یا اور حضرت ممدوح نے جہاں جہاں ترمیم یا اضافہ کی ضرورت تھی وہ فرمایا۔ اب یہ کہنا درست ہے کہ مکالمہ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کا مصدقہ ہے۔ خدا تعالیٰ اسکے ذریعہ سے سیاسی پیچیدگیوں میں الجھے ہوئے مسلمانوں کو صاف اور روشن راستہ دکھلائے اور مسلمان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے قومی و سیاسی پلیٹ فارم کی ضرورت و اہمیت کو تسلیم کر کے دل دے۔ قدمے سخنے ساعی ہوں۔ فقط طاہر احمد القاسمی

از آستانۂ قاسمی دیوبند ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۵ء

مسلمانوں کے رہنما بن گئے تو دین کو برباد کر دینگے۔ علماء کو مٹا دیں گے۔ اسی سلسلہ میں ان بدتمیزیوں کا بھی ذکر کیا گیا جو بعض مقامات میں مولانا حسین احمد صاحب کیساتھ کی گئی تھیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی کہا کہ مسلم لیگ راجاؤں، نوابوں، خطاب یافتہ لوگوں کی جماعت ہے۔ سر فیروز خاں نون کے متعلق فرمایا کہ وہ حکومت کے اشارہ سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور وہ کھلے طور پر سرکاری آدمی ہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ سر فیروز خاں نون کے متعلق میں بحث نہیں کرتا۔ آپ جو چاہیں کہیں۔ لیکن مسٹر جناح کے متعلق کبھی میرا گمان یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ سرکاری آدمی ہیں یا وہ کسی دباؤ یا لالچ میں آ سکتے ہیں۔ یا کسی قیمت پر خریدے جا سکتے ہیں۔

مولانا احمد سعید صاحب کے اس کہنے پر کہ علی گڑھ کے تعلیم یافتہ اور دوسرے بعض فرقے علماء کا اقتدار مٹانا اور دین کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ عثمانی نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو مشکلات ہوئیں۔ ان کا حل آپ کے ذہن میں کیا ہے وہ بھی تو فرمائیے۔ اس پر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اور کچھ خاموشی سی طاری ہو گئی۔ پھر وفد کی طرف سے کہا گیا کہ حضرت آپ ہی فرمائیں کیا حل ہے۔ حضرت علامہ نے فرمایا یہ خوب رہی مشکلات تو بیان فرمائیں آپ اور حل بتلاؤں میں۔ آخر آپ نے بھی تو کچھ اس کا حل سوچا ہوگا۔

علماء کی مشکلات کا حل علامہ عثمانی کی طرف سے

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اچھا سنیئے میں ہی اس کا حل عرض کرتا ہوں۔

21

میرے نزدیک اس کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ سب حضرات
ملکر مسلم لیگ میں داخل ہو جائیں اور داخل ہو کر اس پر قبضہ کریں اور ایک دو
مہینے دورہ کر کے تین چار لاکھ دو آنے والے ممبر مسلم لیگ کے بھرتی کرائیں جب
ہم خیال ممبران کی اتنی بھاری تعداد مسلم لیگ میں داخل ہو جائے گی تو پھر ہم
عوام کے ذریعہ سے جو مفید صورت مسلمانوں کے لئے ہوگی بہ آسانی بروئے
کار لا سکیں گے۔ میں اسکے لئے تیار ہوں کہ آپ حضرات کے ساتھ ملکر اس
کام میں حصہ لوں۔ کیا ہمارا اثر عوام پر اتنا بھی نہیں کہ ہم دو چار لاکھ ممبران
بھرتی کرا سکیں۔ میں اسکے لئے تیار ہوں کہ آپ حضرات کے ساتھ ملکر اس
کام میں حصہ لوں۔ میرے نزدیک تو اصلاح کی یہی بہترین شکل ہے۔ اس پر
مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا یہ تو صحیح ہے لیکن جب ہم لوگ ایسا کرینگے
تو راجے، مہاراجے، نواب اور سر مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر دوسری مسلم
لیگ بنا لیں گے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اگر وہ نئی مسلم لیگ بنا لیں گے تو
تو اس سے کیا ہوگا طاقت تو ہمارے ہی ساتھ رہے گی

(سر شفیع مرحوم نے بھی تو ایک زمانہ میں شفیع لیگ بنائی تھی۔
لیکن اس کا کیا حشر ہوا۔ جب شفیع صاحب رحلت کر گئے ان ہی کیساتھ
ان کی لیگ بھی ختم ہو گئی اور رابطہ عوام وہ کبھی بھی پیدا نہ کر سکے)
یا ان بدتمیزیوں کا قصہ جو آپ کے ساتھ ہوئیں۔ اسکے متعلق آپکو
معلوم ہے کہ میں نے جو پیغام جمعیت العلمائے اسلام کے اجلاس کلکتہ کے
موقعہ پر بھیجا تھا۔ اس میں صاف طور سے لکھ دیا تھا کہ یہ پہلے درجے

کی منافقت و حماقت ہے کہ قائدِ اعظم کو کافرِ اعظم کہا جائے یا مولانا حسین احمد وغیرہ کے ساتھ کوئی ناشائستہ سلوک کیا جائے۔

انگریزی خواں طلباء کی شکایت کرنے سے پہلے طلباء دارالعلوم دیوبند کی اصلاح کیجئے!

اس موقع پر مجھے ایک بات کہنی پڑتی ہے وہ یہ کہ جن انگریزی خواں طلباء کے رویہ کی آپ شکایت فرما رہے ہیں وہ نہ تو آپ کے مرید ہیں نہ شاگرد۔ نہ انھوں نے کسی دینی ماحول میں تربیت پائی ہے (اور سمجھے یہ ہیں کہ آپ مسلم قوم کو ہندوؤں کی دائمی غلامی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں) اس کے بالمقابل جو عربی مدارس کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی ماحول بلکہ مرکزِ دین و اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں ذرا ادھر بھی تو دیکھئے کہ انھوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اس کا کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسوقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو کے) بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔ دارالعلوم کے